رجسٹرڈ نمبر ۱/ ۲۰۴۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر | خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بمصر پادشاہی می کرد | می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

پانزدہ روزہ

کاکوری اخبار

سالانہ چندہ	۲ /
فی پرچہ	۱ /

جلد ۸ | کاکوری شنبہ ۱۶ / اگست ۱۹۴۱ء مطابق ۲۱ / رجب المرجب ۱۳۶۰ھ | نمبر ۸

غزل

"جا رہا ہوں میں"

سید علاؤالدین احمد کرمانی متخلص بہ احسنؔ کاکوروی

اپنے کئے کی کیسی سزا پا رہا ہوں میں | لگتے ہی اک نشانے پہ اب جا رہا ہوں میں
وارفتگی حسن کہ جینا محال ہے | اک گنج ہے کہ خود میں بہا جا رہا ہوں میں
وہ ہیں کہ آ رہے ہیں تصور میں بار بار | میں ہوں کہ انکی یاد سے بھی جا رہا ہوں میں
ہر لحظہ کھا رہا ہوں زمانہ کی ٹھوکریں | میں ہوں کہ انکی چاہ کئے جا رہا ہوں میں
ساقی کی یہ بھی مست نگاہوں کا فیض ہے | پڑتے قدم کہیں ہیں کہیں جا رہا ہوں میں
یہ بھی ہے انکی شان کا ادنیٰ سا معجزہ | بے سوچے ان کو چاہے کئے جا رہا ہوں میں
میری نگاہ شوق میں مضمر ہے اضطراب | احسنؔ یہی گناہ کئے جا رہا ہوں میں

وسائل کی ہمہ گیری اور فرصت کی زیادتی تمدن انسانی کو نشو و نما دیتی ہیں۔ (ٹولسٹائی)

انسان جو کچھ کر سکتا ہے اسکا بہترین زیور ہے (ایمرسن)

تمہیں ایک قیمت پر خریدا جاتا ہے۔ لہذا اپنے جسم اور روح میں خدا کی شان پیدا کرو۔ کیونکہ ان میں خدا بستا ہے۔ (سینٹ پال)

جب ہم اُس کے قریب ہوتے ہیں۔ جو ہم سے محبت کرتا ہے ہم خدا سے دور نہیں ہوتے۔ (جرمی ٹیلر)

جواہر ریزے

دوستی صرف اخلاص پر قائم رہ سکتی ہے۔ (بشپ ویسٹ کوٹ)

دوستی پر رہو اور کسی سے مت ڈرو۔ (شیکسپیئر)

اچھی زندگی ایک باغ ہے جو اپنا خوشترین رنگ دوپہر کو اور اپنی بہترین خوشبو شام کو پیش کرتا ہے (اینن)

تجربہ ایک بیش قیمت موتی ہے جس کیلئے میں نے بے انتہا قیمت ادا کی ہے۔ (شیکسپیئر)

گڑھے میں گرنے اور وہیں پڑے رہنے میں بہت فرق ہے۔ (اینن)

ہر انسان کے فرائض اسکے بادشاہ کیلئے ہیں۔ لیکن ہر انسان کی روح اُس کی اپنی روح ہے۔ (شیکسپیئر)

چلتے رہو جبتک کہ روشنی ہے مبادا تاریکی اسپر غالب آ جائے۔ (سینٹ جون)

زندگی کے فن میں کوئی آدمی کامیاب نہیں ہو سکتا جبتک کہ اسکے پہلو میں ایک دل پر آرزو نہو۔ (جارج ربلیٹ)

یقین رکھو کہ استقلال قوت سے زیادہ بلند ہے اور صبر حسن سے زیادہ۔ (راسکن)

قدرت کی سب سے بڑی فیاضی یہ ہے کہ وہ احسان فراموش انسان کو ہوا میں سانس لینے کی اجازت دیتی ہے۔

اپنے فرائض کو مسکرا مسکرا کر ادا کرتے رہو۔ (جارج ہیڈ برنر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد۳ | کاکوری شنبہ ۱۶ اگست ۱۹۴۱ء | نمبر۲

جنگ کا تیئسواں مہینہ

(تماشائی کاکوروی)

تیئس کا ہندسہ، ملت اسلام کے لئے بالعموم اور ملک ہندستان کی تاریخ میں بالخصوص فیصلہ کن جنگوں کے لئے ہمیشہ ممتاز رہا۔ اور آج بھی اس ہندسہ نے اپنی ہمہ گیری اور وسعت کو اسقدر ترقی دی ہے کہ موجودہ جنگ کا تیئسواں مہینہ بھی تاریخ عالم کے خونیں اوراق میں ناقابل فراموش زمانہ شمار کیا جائیگا جس میں ہٹلر کے دجالی لشکر نے شب گذشتہ کے دلچسپ چٹکلوں کو فراموش کرتے ہوئے بقول خود "مارآستین" کو قتل الموذی قبل الایذا کے مصداق پلک جھپکتے جھپکتے فنا کے گھاٹ اتار دینے کی کوشش شروع کردی۔ اس کے آہن پوش دستوں نے لتھونیا، لٹویا فن لینڈ اور پولینڈ کی آزادی سلب کرنے کے بعد یوکرین کے پایۂ تخت کیف اور روس کے دارالخلافہ ماسکو کی طرف پیشقدمی کی۔ ابتدائی دنوں میں جرمن افواج اپنے حیرت انگیز نظم و ناقابل شکست عزم کے ساتھ روسی سرحد کی طرف بڑھنا شروع ہوگئی بحر بالٹک میں فن لینڈ کی طرف سے ایک دستہ لینن گراڈ کی طرف حملہ آور ہوا۔ دوسرا ڈویژن پولینڈ کے روسی علاقوں میں داخل ہوکر شہرۂ آفاق پرپٹ کے دلدلوں کو عبور کرتا ہوا شہر لمانگنک کے نواح پر قابض ہوگیا۔ تیسری فوج رومانیہ و ہنگری کے سرحدوں میں سے گذرتی ہوئی دریائے نیپر کو عبور کرکے شہر کیف کے دروازہ تک پہنچ گئی۔ بہر صورت سرخ فوجوں کو پسپا ہونا پڑا اور جرمن افواج بڑی سرعت رفتار سے جنوب و شمال سے ماسکو کی طرف مائل بہ نشیب ہوئیں کھلے میدانوں میں زرہ پوش دبابوں اور ہوائی چھتریوں کی تاخت کے لئے قدرت نے سہولتیں پیدا کردیں اور جرمن افواج قدم قدم پر کامرانی کے ساتھ روسی دارالخلافہ کے قریب تر ہوگئیں تا آنکہ سرخ افواج سنہ ۳۹ء کے قبل کی قدیم سرحد تک پسپا ہونے پر مجبور ہوئیں جہاں سے ماژنیوں لین کے مانند اسٹالن لین قائم ہے۔ یہ خط دفاع اصل میں زمین دوز قلعوں اور آتش گیر مادوں سے مرکب طیران گاہوں پر مشتمل ہے جس کی شکست آسان بات نہیں قلعہ بندی کا زبردست سلسلہ لینن گراڈ سے کیف تک تقریباً ڈیڑھ ہزار میل تک شمال سے جنوب تک پھیلا ہوا ہے اس خط کے عین عقب میں یوکرین و ماسکو کی صنعتی خطے جنگی ذخیرہ فراہم کرنے کے واسطے شب و روز اہم ترین خدمات انجام دے رہے ہیں۔

جرمن افواج کو اس خطے سے آگے بڑھنے میں دشواری پیش آرہی ہیں سرخ افواج نے دشمنوں کے دانت کھٹے کردیے اور جرمنوں کو ایسی شرمناک ہزیمت شروع ہوئی کہ ہٹلر کے حاشیہ نشینوں کو زبان کھولنے کا موقع نہ ملا۔ لاکھوں کی تعداد میں جرمن سپاہیوں کے خون نے روسی سرزمین میں کھاد کا کام کیا اور زخم خوردہ شیر کے مانند برلن کے "خوفناک درندے" نے مشتعل ہوکر فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لی شک کیا جاتا ہے کہ زہریلی مادوں سے مرکب بم استعمال کئے گئے اور سرخ افواج کو ثابت قدمی کا سخت ترین امتحان دینا پڑا لیکن فدائیان وطن نے اپنے روایتی شجاعت و مردانگی سے اس خطرے کا مقابلہ کیا۔ دشمن پر ہوائی تاخت کی اور چھتریوں کے ذریعہ جرمن افواج کی پشت پر جنگ چھیڑ کا آغاز کیا۔ رسل و رسائل کو مسدود کردیا۔ کھیتوں کو تباہ و تاراج کرنا شروع کیا اور نپولین اعظم کی حملہ کی یاد کو تازہ کرکے جرمن افواج کو بے آب و گیاہ میدان میں دونوں طرف سے گھیر کر اس قدر سرگرداں کیا کہ "ناقابل تسخیر" لشکر کو اپنی

پسپائی کا اعلان کرنا پڑا۔ قدم کا اکھڑنا تھا کہ روسی دبابون نے لینن گراڈ۔ لمانسک اور منسک کی طرف دوبارہ پیشقدمی کی اور کھوئے ہوئے علاقون پر قابض ہو گئے۔

جرمنی کے حلیف فن لینڈ اور رومانیہ نے بھی حق نمک ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کی یوکرین پر ہوائی حملوں کا سلسلہ جاری رہا۔ ادھر لینن گراڈ پر بھی دباؤ بڑھنا شروع ہوا لیکن "فطری آزادی" کے شیدائی روسیوں نے قدم قدم پر جانبازی دکھلائی اور جنگ کے پہلے مظاہرہ کو حریفوں کے حق میں ناکام ثابت کر دکھایا۔ جرمنون نے دوبارہ فوجی قوت سے کام لیکر اسٹالن لین پر حملہ کیا اور تین مقامات پر اس خطے کو توڑ دینے کا دعوی کیا ہے۔ جرمن اعلامیہ کے ذریعہ اس حد تک معلوم ہو سکا ہے کہ دجالی لشکر شمال میں ماسکو سے ستّو میل کے فاصلے پر ہے۔ اور ماسکو پر دو دفعہ سخت بمباری ہو چکی ہے۔ مرکزی فوج لمانسک سے آگے بڑھ کر جنوب سے ماسکو کی طرف بڑھ رہی ہے۔

تیسرا لشکر یوکرین کے مغربی علاقہ پر قابض ہو کر کیف کے گرد و نواح میں برسر پیکار ہے روسی فوجین اپنی پوری قوت کے ساتھ قدم قدم پر دشمنوں کا مقابلہ کرنے میں داد شجاعت دے رہی ہے آئندہ ہفتہ تک اس کا بھی علم ہو جائیگا کہ اس روسی جرمن جنگ کے دوسرے مظاہرہ کا کیا نتیجہ ہوا۔ تیسرا مظاہرہ عنقریب شروع ہوگا۔ روسی محاذ سے ہٹ کر افریقہ اور شام میں برطانوی فوجون نے ہندی رسالوں کے جانفروشی کے بدولت اطالیہ کے سیادت کا خاتمہ حبش میں کر دیا اور فرانس کے جنرل ڈینٹز نے التوائے جنگ کے معاہدے پر دستخط کر کے شام سے طیران گاہوں۔ تیل کے چشمون اور زرخیز علاقون کو برطانیہ کے فوجی مشن کے لئے وقف کر دیا۔!

امریکہ نے اخلاقی حمایت کے آڑ میں قدیم معاہدے کے بنا پر آئس لینڈ کے فوجی اڈون کا جائزہ برطانیہ سے لے لیا اور امریکن جہاز برطانیہ کے شمال سمندروں کے ناکہ بندی کرنے لگے۔ برطانوی فوجوں کو افریقہ اور شام کے فتوحات سے فرصت ملی تو جرمنی کے مقبوضہ ساحلوں پر مسلسل ہوائی حملے شروع کر دئے رود بار کے ساحل توپخانوں اور صنعتی کارخانون کو کاری ضربین لگائی گئیں۔ برطانوی ہوابازون نے لندن اور دیگر برطانوی شہروں کے تباہی کا انتقام مغربی جرمن ریاست سے اس شدت کے ساتھ لینا شروع کیا کہ ہٹلر اپنی صنعتوں کو مشرقی حصوں میں منتقل کرنے پر مجبور ہوا۔ جنگی جہازوں ہوائی مرکزون اور تیل کے چشمون پر خوفناک بمباری نے جرمن قوم کو سخت ترین مصیبت میں ڈال رکھا ہے اور بقول مسٹر چرچل "یہ تو ابتدا ہے ہمارے حملے وسعت و شدت کے اعتبار سے بتدریج سخت ہوتے جائینگے تاآنکہ آزاد برطانوی کا خون رنگ لائے اور ظالم کیفر کردار کو پہنچے"

مشرق میں جاپان بھی تیور بدل رہا ہے اس کی بابت آئندہ لکھا جائے گا۔ فقط ۱۰ اگست ۱۹۴۱ء۔

محبت کی کشش

گذشتہ سے پیوستہ

(از جناب۔ ایس نگار صاحبہ)

سرلیش یونہی سڑکوں پر مارا مارا پھرتا۔ وہ۔ وہ وقت کھانا نہ کھاتا اور فقیروں کی طرح شام کو درختوں کے نیچے پڑ رہتا۔ ایک دن وہ بازار میں جا رہا تھا کہ اسے ایک آواز سنائی دی۔ "سرلیش۔ سرلیش کیا تم نہ آؤ گے" یہ ساوتری کی آواز تھی۔ سرلیش کو ایسا معلوم ہوا کہ اسکی باوفا بیوی کس بیکسی کے عالم میں اسے پکار رہی ہے۔ اس احساس نے اس کے پر لگا دیئے وہ فوراً اپنے گاؤں کی طرف چل پڑا۔ جلتی ہوئی زمین۔ آتش فشان آسمان۔ باد سموم کے جھونکے کوئی بھی اسے چلنے سے باز نہ رکھ سکے۔ وہ سارا دن چلتا رہا۔ اور رات کو بھی آرام نہ لیا اس کے پیروں میں چھالے اور حلق میں کانٹے پڑ رہے تھے مگر

اسے کچھ ہوش نہ تھا۔ اسے اگر ہوش تھا تو صرف ایک بات کا۔ کہ وہ اپنے گھر جا رہا تھا۔ اور خبر تھی تو اس آواز کی جو اُس کے کانوں میں گونجتی معلوم ہو رہی تھی "سریش سریش کیا تم نہ آؤ گے" کتنی دردناک آواز تھی ساوتری کی۔ یقیناً وہ لب گور پہونچ چکی ہے اور اپنے پتی کے آخری دیدار کی امید میں دروازہ کی طرف دیکھ رہی ہے۔

صبح صادق ہوتے ہوتے وہ گاؤں پہونچ گیا۔ اسے دور سے وہ جگہ نظر آئی جہاں ساوتری اُس کے انتظار میں شام کو ٹہلا کرتی تھی۔ جوں جوں وہ آگے بڑھتا گیا اسے ایک ایک بات یاد آتی گئی اور وہ پہلے سے بھی زیادہ نادم ہو گیا اپنی بے رخی یاد کر کے اسکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ امید و بیم کی کشمکش اسے دیوانہ بنائے ہوئے تھی۔ دور سے اس کی جھونپڑی نظر آئی اور اسکا دل دھک دھک کرنے لگا وہ دوڑتا ہوا اس کے قریب پہونچا اور کھلے ہوئے دروازے میں سے اندر جھانکنے لگا۔ اُف کتنا پیارا اور ہیجان خیز منظر تھا۔ ساوتری نے اس کی آرتی سجا رکھی تھی اور اس کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔ ننھا شیش تتلا تتلا کر پوچھ رہا تھا "ماتا جی۔ پتا کب آئیں گے؟" اور ساوتری آنسو بھری آنکھوں سے اسے دیکھ کر اسے سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی کہ پتا آتے ہی ہوں گے۔

سریش کا سر چکرایا۔ سامنے کی چیزیں اسے پردۂ فلم کی طرح گھومتی نظر آئیں اور وہ دہم سے بیہوش ہو کر گر گیا۔

جب اسکی آنکھ کھلی تو اس نے ساوتری کو خوشی کے آنسو بہاتے پایا۔ شاید یہ اُس کی محبت کی کشش تھی جو سریش کو کھینچ لائی تھی۔

فانوسِ خیالؔ

(بقیہ ۱۶؍جولائی ۱۹۴۱ء)

(از ناظر کاکوروی)

جلیل۔ یہ نواب کا خیال ہے۔ سوال یہ ہے کہ بلقیس بیگم تو اپنے کردار پر شرمندہ نہ تھیں۔ لیکن آپ پریشان نہ ہوں اب بلقیس و نیاز اس مادی دنیا میں موجود نہیں ہیں اودگھٹو کے قریب ایک گمنام ویرانہ بے نوا شاہ کے تکیہ میں ہزاروں من مٹی کے تہ میں محو آرام ہیں۔ فضائیں صبح و شام ان پر تصدق ہوا کرتی ہیں۔

اکبر۔ یہ تو جنوں کی داستان معلوم ہوتی ہے۔ جنون کی مسجد کے قریب یہ واقعہ پیش آیا ہے غالباً جلیل صاحب پر جنون کا اثر ہو گیا ہوگا۔

حسن۔ میں استمراری محبت کا قائل نہیں ہوں ہر وقت محبت کا مرکز بدلتا رہتا ہے نقطہ محبت کا قائم رہنا اور تمام عمر محبت میں صادق اور ثابت قدم رہنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔

اکبر۔ کیا نیاز صاحب آپ کے نزدیک بلقیس بیگم کا کردار غور طلب ہے۔

ضیاء۔ زندگی سب کے لئے محبت ہے کیا اب بھی یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ عورت کا دل سمجھنے کے لئے اس مادی دنیا میں ہمارا کوئی خود ساختہ قانون و ضابطہ مراسم کا قاعدہ کام نہیں دے سکتا سخت سے سخت جنگ آزما روح بھی ایثار و خود فروشی کے سامنے سپر ڈال کر تسلیم خم کر دیگی اور شکست کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوگی۔ افسوس بلقیس بیگم۔

نیاز۔ جلیل صاحب کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے واقعہ یہ ہے کہ ایثار و خود فروشی کا ایسا سبق آموز افسانہ ابھی تک نظر سے نہیں گزرا تھا۔

کافی دیر ہو چکی تھی۔ کہ ڈائنگ ہال کی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی اور پھر اگر دوستوں نے اپنے کپڑے پہنے اور ڈائنگ ہال میں کھانے کی میزوں پر بیٹھ کر یونین کی وائس پریسیڈنٹی کے لئے مسٹر سراج حسین کے عمدہ کارناموں کا تذکرہ کرنے لگے ماحول بدل گیا کھانا ختم ہوا۔ لیکن اس دن کے بعد سے نیاز کچھ وارفتہ سا نظر آنے لگے اور اکثر لوگوں سے بلقیس بیگم کا کردار پیش کر کے تعریف و توصیف کیا کرتے تھے اور عموماً شب تنہائی میں نیند سے کچھ دیر پہلے یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ نیاز خاموشی سے اولڈ بوائز لاج کے لان پر ٹہل رہے ہیں اور یہ شعر مزے لے لے کر پڑھ رہے ہیں ؎

تجھ کو برباد تو ہونا تھا بہر حال خمار
ناز کر ناز کہ اس نے تجھے برباد کیا

بہن کی یاد میں!

پیاری بہن! میں تمہاری یاد میں تڑپتی ہوں اور ہر وقت آنسو بہایا کرتی ہوں۔ مگر آہ! تم کہیں نظر نہیں آتیں۔ اندھیری راتوں میں جب ہر شخص نیند میں مدہوش ہوتا ہے میں تمھیں عالم خواب میں دیکھ کر چلا اٹھتی ہوں، مگر آہ! وہ دلکش طلسم بہت جلد نظروں سے غائب ہو جاتا ہے۔ میں دیوانہ وار اٹھکر تمہاری جستجو میں ادھر ادھر گھومتی ہوں۔ ہائے میری کوشش ناکام ثابت ہو کر میرے غمگین دل پر نمک پاشی کرتی ہے! جب آفتاب جب اپنا سفر ختم کر کے ہلکی ہلکی واپسیں شعاعوں سے مناظر قدرت میں دلکشی پیدا کرتا ہے اسوقت میرا بیقرار دل تمھیں تلاش کرتا ہے پیاری بہن میری ناکام جستجو پر رحم کھا کر ایک بار! صرف ایک بار آجاؤ تاکہ میری بیقراری کچھ کم ہو جائے۔ آخر تم مجھ سے اسقدر جلد کیوں روٹھ گئیں! میں نے تمہاری بہت خدمت کی تھی۔ کیا میری محنتوں کا صلہ یہی ہے کہ مجھ سے روٹھ جاؤ؟ نہیں نہیں! میرا خیال غلط ہے یہ میری قسمت ہے جس نے تمکو مجھ سے جدا کر دیا۔ میری دُلہن! دس ماہ کی بیاہی ہوئی دُلہن! ایک مرتبہ پھر اپنی خوبصورت آنکھوں سے دیکھ لو ہاں انھیں محبت بھری نظروں سے جس سے تم دیکھا کرتی تھیں۔ اب تمکو میرا خیال کیوں ہونے لگا۔ تم تو ابدی نیند سو رہی ہو۔ اے فلک کج رفتار تو نے میری بہن کو مجھ سے کیوں جدا کر دیا۔ ایک تمہارے نہ ہونے سے دنیا کی تمام دلفریبیاں میری نظروں میں تاریک ہیں پیاری بہن! اب میری زندگی افسردہ خیالوں کا ایک پریشان مجموعہ ہے۔ کان تمہاری روح پرور آواز سننے کیلئے مشتاق رہتے ہیں۔ موسم بہار کا شباب ہے۔ فطرت کی رعنائیاں جاذب نظر ہیں، غنچے چٹک رہے ہیں۔ پھول مہک رہے ہیں۔ لیکن آہ! مجھ حسرت زدہ کے قلب پر اس فرحت افزا منظر کا کوئی اثر نہیں ہوتا میں ہر روز تمہاری یاد میں اشکوں کے ہار تیار کرتی ہوں پیاری بہن! آجاؤ کہ تمہارے قدموں پر ان ہاروں کو نثار کر دوں۔ میں اپنے معبود حقیقی سے دعا کرتی ہوں کہ ہم سب کو صبر جمیل دے اور تمھیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

(سافر بری)

پردیسی شوہر سے

میرے آقا! میرے سرتاج میری عزت و عصمت کے ناخدا......

انتظار کی حد ہو گئی۔ فرقت کی طویل راتیں جنھیں ہجر و فراق کی گھنگھور گھٹاؤں نے بہت حد تک خوفناک بنا رکھا ہو، بسر نہیں ہو سکتیں۔

اے میرے مالک! میری قسمت کے درخشندہ آفتاب آ......اور تنہائی کے ان تاریک پردوں کو چاک کر کے میرے دل میں اپنی تجلی کا پرتو ڈالکر اسے چودھویں رات کے چاند سے زیادہ درخشندہ بنا دے۔ من موہن..... انتظار کی حد ہو گئی قلب مضطرب تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہوا جاتا ہے کہیں ایسا نہو کہ یہ ہجراں نصیب تاب مفارقت نہ لاتے ہوئے جان سے گذر جائے اور پھر تجھے افسوس ہو۔ آخر یہ غمزدہ تیری اور صرف تیری کہلاتی ہے۔

جس طرح ایک طفل شیر خوار ہر دن چاند کی طرف دیکھتا ہے اور کبھی ایک معصوم تمنا کے ساتھ مسکرا کر اسے پکڑنے کیلئے اپنے ننھے ننھے ہاتھ پھیلا کر دیتا ہے

یہی حال میرا ہے ..... میں بھی تیرے سنور چہرہ کا تصور کئے بیٹھی ہوں۔ ہاں صرف تصور، افسوس ..... اسوقت تو مجھ سے اتنی ہی دور ہے جس قدر طفل ناداں سے چاند!

میرے مالک! ..... میری سکھیاں زنان مصر کی طرح کتنی زبان دراز ہیں اُنکے طعنوں سے میرا کلیجہ چھلنی ہو رہا ہے۔ دل ڈوبا جاتا ہے کیا کروں۔ میں لاکھ انکو کہتی ہوں کہ انکا ..... چہرہ اس ماہ چہاردہم سے بھی زیادہ پیارا اور دلکش ہے اور ..... اگر جنت کی حُور انکی نزاکت دیکھ پائے تو باغ ارم کے پھولوں کی لطافت میں اسے لطف نہ آئے۔ مگر ـــ یہ نہیں مانتی۔

آؤ اور ماہ کنعان کی طرح اپنی تابش رُخ سے انکے تاریک دلوں کو منور کر کے میری نادان سہیلیوں کو بتا دو کہ میں تم سے پریم کرنے میں غلطی پر نہیں ہوں۔ مجھے امید ہے کہ تم بہت جلد آؤ گے۔

(م بیس)

وطن کی خبریں

نوٹ:۔ اعزہ، احباب و رجملہ اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گذارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کر کے مشکور کرتے رہیں۔ اڈیٹر

موسم:۔ گذشتہ عشرہ میں بارش کئی بار وقفہ وقفہ سے ہوئی۔ اکثر ہوا تیز چلتی ہے جس میں اب گرمی نہیں ہوتی۔ بیشتر اوقات دن اور رات کو فضا میں ابر چھایا رہتا ہے اگر دھوپ ہوئی تو اُس میں حدت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ مجموعی حیثیت سے موسم خوشگوار ہے۔ رات بھی اب سکون سے گذرتی ہے اگر بوندا باندی کی وجہ سے یا شبنم میں سونے کی عادت نہ ہونے سے سائبان یا دالانوں میں سونا پڑا تو مچھروں کی یورش البتہ ہوتی ہے اگر ہوا تیز نہ ہوئی۔ بارش ہو جانے سے کاشتکاروں کو سہارا ہوا۔ ماش۔ باجرا چھوٹی جوار کی پیداوار ہو جانے کی امید بندھی ہے۔ دھان کی پیداوار البتہ بہ بر بارش ہونے سے کم ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ جانوروں کو چارہ مل جائے گا۔ ربیع کی فصل کو بھی فائدہ پہونچنے کا خیال کیا جاتا ہے۔ گرانی اجناس وغیرہ سے مخلوق البتہ بہت پریشان ہے۔ بنیوں نے بلا وجہ غلہ بہت گراں کر دیا ہے۔

آب و ہوا:۔ اس طرف بفضلہ تعالےٰ وبائی مرض میں کسی کے مبتلا ہونے کی خبر نہیں سُنی گئی۔ محلہ باولی میں جو شخص بیمار ہوا تھا وہ اچھا ہوگیا۔ ملیریا بخار کی شکایات سُنی جاتی ہیں جو اکثر میعادی بخار میں تبدیل ہو کر اکثروں کو اذیت کا باعث ہوتا ہے۔

تقریب عقد:۔ ۹ر اگست ۱۹۴۱ء کو چودھری عزیزالدین (چودھری محلہ) کا عقد ثانی مولوی فخرالحسن موہانی کی دختر نیک اختر سے بمقام قصبہ موہان ہوا۔ بارات بذریعہ موٹر لاری موہان گئی تھی۔ اسی دن شام کو دلھن رخصت ہو کر کاکوری آئی۔ اللہ مبارک کرے۔

ولادت:۔ اطلاع ملی ہے کہ ۲۲ر جولائی ۱۹۴۱ء بروز سہ شنبہ بمقام لکھنؤ منشی عرفان حسین مرحوم کی دختر (دوم) کے یہاں لڑکی تولد ہوئی۔ زچہ و بچی بخریت ہیں۔ باری تعالیٰ مولود کی عمر دراز کرے اور صاحب اقبال ہو۔

علیگس ایسوسی ایشن:۔ اپنے غیر معمولی جلسہ میں ایسوسی ایشن مذکور نے حسب ذیل رزولیوشن بالاتفاق پاس کر کے نقل اخبارات کو اور صاحب متعلقہ کو ارسال کی۔

"کاکوری علیگس ایسوسی ایشن" کا یہ جلسہ نواب سر احمد سعید خانصاحب آف چھتاری کے ریاست حیدرآباد میں عہدۂ صدر اعظمی کے تقرر پر مخلصانہ ہدیۂ تبریک و تہنیت پیش کرتا ہے اور اعلیٰحضرت سرکار نظام خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ کے انتخاب کی داد دیتے ہوئے شکریہ ادا کرتا ہے"

محرک:۔ ماسٹر اظہار الحسن صاحب۔ موید:۔ مولوی [illegible] صاحب

زیارت:۔ حسب دستور سالہائے ماسبق ۱۳ر رجب [illegible]ھ ۱۰ر اگست ۱۹۴۱ء بروز جمعہ درمیان ظہر و عصر حضرت مولائے

علی کرم اللہ وجہہ اور حضرات امام حسنین علیہم السلام کے موئے شریف کی زیارتیں تکیہ شریف پر ہوئیں تھیں۔ مجمع کافی تھا۔ کچھ لوگ لکھنؤ سے بھی بغرض زیارت آئے تھے۔ بعد زیارت فاتحہ خوانی ہوئی اور حاضرین کو خرمے بطور تبرک تقسیم کئے گئے۔

تقررات:۔ فوجی ملازمت کے سلسلہ میں حسب ذیل نوجوانان وطن کا ایمرجنسی کمیشن میں منتخب ہونا سنا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے اور مزید ترقیاں عطا کرے:۔ (۱) منشی جمال اطہر علوی خلف منشی اطہر علی صاحب، ایم۔ ایل۔ اے (مرکزی)، (۲) مولوی نصیر الدین حیدر علوی خلف مولوی نظم الدین حیدر صاحب علوی بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل (۳) منشی مونس حسن علوی خلف منشی آغا حسن صاحب علوی۔

صحت و سکون:۔ (۱) عین الدین سلمہٗ خلف مولوی یقین الدین دو تین ہفتہ سخت ٹائیفائڈ بخار میں مبتلا رہا جس نے بچہ کو بہت نحیف و کمزور کر دیا ہے۔ ابھی تک بخار بالکل دفع نہیں ہوا ہے۔ بار بار ٹمپریچر بڑھ جاتا ہے۔ خداوند کریم بچہ کو جلد بالکل صحیح تندرست فرمائے۔

(۲) ریحانہ سلمہا دختر قاضی راشد علیخاں عباسی کو بخار کے شدائد تو دفع ہو گئے لیکن ابھی ٹمپریچر رہتا ہے۔ غذا ابھی تک پوری نہیں دیجا رہی ہے۔ نقاہت و کمزوری ابھی ہے۔ اللہ تعالیٰ بچی کو صحت عاجلہ و کاملہ عطا فرمائے۔

(۳) دختر مولوی غیاث الدین کے پیچش و بخار میں مبتلا ہونے کی خبر گذشتہ اشاعت میں درج ہوئی تھی۔ اب لکھنؤ سے اطلاع آئی ہے کہ لڑکی بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ بخار وغیرہ کی شکایت نہیں ہے۔

علالتیں:۔ (۱) مولوی حامد حسن علوی دشیخ سعدی محلہ کے متعلق بمبئی سے اطلاع آئی ہے کہ ٹاٹا اسپتال سے پرائیوٹ مکان میں اٹھ گئے ہیں کیونکہ کنپٹی کے نیچے والی گلٹی میں ڈاکٹر نے آپریشن کرنے کا خیال ترک کر دیا صرف بجلی کی شعاعیں ڈلوانے روزانہ اسپتال جاتے ہیں۔ ان کے متعلقین بھی اورنگ آباد سے بمبئی پہونچ گئے ہیں کمزوری و نقاہت بہت بڑھ گئی ہے تازہ اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ علاج کا اثر اچھا ہو رہا ہے اور مرض میں سکون معلوم ہوتا ہے۔ خداوند کریم صحت عاجلہ و کاملہ عطا فرمائے۔

(۲) اہلیہ میر ثابت علی عباسی بغرض علاج لکھنؤ گئی ہیں۔ معالج لیڈی ڈاکٹر روزانہ دیکھتی اور دوا وغیرہ لگاتی ہے۔ ابھی زیادہ فرق شکایت میں نہیں معلوم ہوتا۔ البتہ تکالیف کی شدائد میں خفت بتاتی ہیں۔ اللہ جل شانہٗ مریضہ کو جلد بالکل صحیح و تندرست فرمائے۔

(۳) دریافت ہوا ہے کہ منشی محمد نسیم علوی (محلہ گڑہی) کو کچھ دنوں سے بخار کی شکایت تھی۔ کبھی تیز بخار آجاتا اور کبھی حرارت رہتی تھی۔ یہاں دواؤں سے فائدہ نہیں ہوا اب بغرض علاج لکھنؤ گئے ہیں۔ خدا کرے جلد صحتیاب ہو کر واپس آئیں۔

(۴) معلوم ہوا ہے کہ اہلیہ حاجی اسحاق علی المعروف بہ ظفر الملک علوی لکھنؤ میں عرصہ سے علیل ہیں۔ معدہ و جگر کی شکایات ہیں ضعف شدید ہو گیا ہے۔ حکیم عبد الحلیم (جھوائی ٹولہ لکھنؤ) معالج ہیں۔ بہت کم فرق مرض میں معلوم ہوتا ہے۔ غذا بہت تھوڑی ابھی ہو رہی ہے۔ کمزوری و نقاہت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد صحت کلی عطا فرمائے۔

متفرقات:۔ (۱) ۱۷؍ رجب ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۲؍ اگست ۱۹۴۱ء بروز سہ شنبہ بعد نماز مغرب حضرت شاہ تقی علی قلندرؒ و حضرت شاہ علی اکبر قلندرؒ کے فاتحے تکیہ شریف پر حسب دستور ہوئے۔ فاتحہ خوانی کے بعد تمام حاضرین کو تبرک میں پلاؤ تقسیم کیا گیا۔ اور بعد نماز عشاء قوالی کی محفل ہوئی اور دوسرے دن صبح کو بھی مجلس سماع ہوئی تھی۔ دونوں محفلوں میں اہل دل حضرات کو خوب لطف سماع حاصل ہوا۔

(۲) سنا ہے کہ یکم اگست ۱۹۴۱ء سے پیاری بائی ہیڈ معلمہ و لکشمی بائی نائب معلمہ، ہندو نسواں اسکول تین سال کے بعد پھر اناؤ سے تبدیل ہو کر کاکوری آ گئی ہیں۔

اور مسز اگر نیڈرا جنھوں نے اپنے سہ سالہ قیام کاکوری میں کافی شہرت حاصل کر لی تھی اور ہندو نسوان اسکول کو انتہائی تنزلی کی طرف پہونچا دیا تھا) پھر اُن کو نجبہ اسکول میں تبدیل کر دی گئی ہیں۔ ہندو نسوان اسکول اب جس حالت کو پہونچ جانا بیان کیا جاتا ہے۔ پیاری بائی کو از سر نو اس کو درست کرنے سابقہ روایات و شہرت کو قائم کرنے اور طالبات کی تعداد بڑھانے میں کافی وقت صرف ہوگا۔ ہم کو اُمید ہے کہ ہینڈ معلمہ کی تعلیمی دلچسپی و انہماک۔ پبلک کے ساتھ طرز عمل اور میل جول سے اسکول کو سابقہ حالت پر جلد لے آئیں گی۔

تعجب معلوم ہوتا ہے کہ مسز لوتھر لیڈی سپرنٹنڈنٹ تین سال تک مدرسہ کی انحطاطی حالت کو دیکھتی رہیں اور کوئی نوٹس نہیں لیا۔ ہم نے کئی بار مسز لوتھر کے متعلق لکھا لیکن بورڈ کی تعلیمی کمیٹی نے کبھی اس جانب توجہ نہیں کی۔ ہم کو بورڈ کی بے توجہی کا بیحد افسوس ہے کہ ہندو نسواں اسکول اس حالت کو پہونچ گیا۔

حادثۂ ارتحال :- افسوس صد افسوس ۳ و ۴ اگست کی درمیانی شب میں ۱۱ بجے بمقام آگرہ خانصاحب الحاج انعام علی عباسی کی والدہ محترمہ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ مرحومہ بڑی نیک۔ پابند صوم و صلوٰۃ ہوئی تھیں اور اپنے صاحبزادہ کے ساتھ حج بیت اللہ شریف و زیارت روضۂ اطہر نبوی صلعم سے بھی مشرف ہو چکی تھیں۔ غریبوں کی امداد۔ اعزہ سے سلوک خوردوں پر شفقت مرحومہ کا خاص طریقہ تمام زندگی رہا۔ بڑی خوش نصیب ہوئی تھیں۔ تین بیٹے اور دو بیٹیاں اپنی یادگار چھوڑیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ وہ اپنے گھر بار سے ہیں ہمکو اس حادثہ میں حاجی انعام علی عباسی اُنکے بھائیوں اور بہنوں اور عزیزوں سے دلی ہمدردی ہے اور رسم تعزیت ادا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق مرحمت ہو۔

ماما!

رات کے گیارہ بجے ہو گئے۔ ہر طرف خاموشی تھی آسمان پر کالی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ پرند سکڑے ہوئے آشیانوں میں بیٹھے تھے۔ ہوا کے تیز و تند جھونکے اپنی پوری قوت کیساتھ چل رہے تھے۔

ایک پھونس کی جھونپڑی کے اندر سے حسرت و یاس کا عالم تھا۔ حسرت زدہ ماں کی درد بھری صدائیں آ رہی تھیں ایک معصوم بچہ پلنگ پر لیٹا ہوا تھا اُسکے سنہری خوبصورت بال اسکے حسین چہرہ پر منتشر ہو رہے تھے۔ بھولی بھولی صورت پر حسرت و یاس کا عالم تھا۔ غریب ماں پاس بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔

میرے پیارے بچے۔ اپنی دکھیا ماں کی فریاد سنو۔ دیکھو وہ تم سے شکایت کر رہی ہے۔ میرے لال آنکھیں کھولو.... تمھاری طویل خاموشی میرے دل کے ٹکڑے کئے دیتی ہے تمھارے بغیر میری دنیا سونی ہے۔ دیکھو۔ رات کی تاریکی کس غضب کی ہے۔ جسکے سبب میں تمھاری چاند سی صورت نہیں دیکھ سکتی۔ میری گود خالی ہو جائے گی۔ آہ جواب دو تم کو اپنی دکھیا غم نصیب ماں کا کچھ احساس نہیں ہے؟"

بولو میرے پیارے بچے تم پر کتنی حسرت برس رہی ہے۔ تم پھولوں کو بہت پسند کرتے ہو میں تمھارے واسطے کچھ پھول لائی ہوں۔ غمگین ماں سے ضد کر کے مجھے ہار بنا دو؟ دیکھو یہ پھول کتنے خوبصورت ہیں بڑی دیر سے رکھے ہیں۔ اب مرجھائے جا رہے ہیں۔ رات بھی آخری سانس لے رہی ہے۔ تمھارا بدن بھی سرد ہو گیا ہے۔ آہ۔ میرے بچے۔ میری حسرتیں پامال ہو گئیں۔ تم ابدی نیند سو گئے۔ آہ!

وہ زور زور سے رونے لگی۔ اور معصوم بچے کی مردہ لاش کو اپنے سینہ سے چمٹا لیا۔ اسکی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور کہہ رہی تھی میرے پروردگار تو بے نیاز ہے تو ہر دکھیا کا مددگار ہے میری التجا قبول کرے۔ اور مجھکو میرے بچے کے پہلو میں جگہ دے۔ (ماخوذ)

باہتمام سید توسل حسین پرنٹر انڈیا ترقی پریس لکھنؤ میں چھپکر سید محمد بشیر الدین نے دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ (لال ملی) کاکوری سے شائع کیا۔